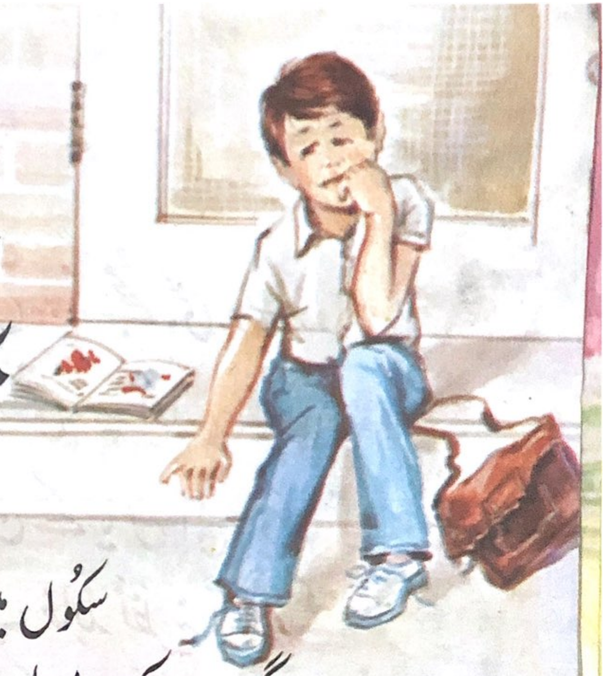

یہ کِتاب میری نہیں

سکُول میں چھُٹّی ہُوئی۔ لڑکوں نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ اَبرار بھی اپنے گھر کی طَرَف چَل پڑا۔

اَبرار سڑک پر جا رہا تھا۔ پاس سے ایک لڑکا گزُرا۔ وہ لڑکا سائیکل پر سوار تھا۔ اس کی کِتاب گِر پڑی۔ ابرار نے کِتاب اُٹھا لی۔ اُس نے سائیکل والے لڑکے کو آواز دی۔ سائیکل والے نے اس کی آواز نہ سُنی اور تیزی سے آگے نِکل گیا۔

ابرار نے کِتاب اپنے بستے میں رکھ لی۔ گھر پُہنچ کر اُس نے کِتاب کھولی۔ کِتاب بُہت خُوبصُورت تھی۔ اس میں کئی رنگین تصویریں بھی تھیں۔ اس میں اچھّی اچھّی کہانیاں بھی تھیں۔ کہانیاں پڑھ کر وہ اور بھی خُوش ہُوا۔ ابرار کا دِل للچایا۔ اُس نے سوچا۔ یہ کِتاب مَیں اپنے پاس رَکھ لُوں۔ یہ سوچ کر اُس نے کِتاب الماری میں رکھ دی۔

صُبح سکُول جانے کا وقت ہُوا تو اُسے پھر کِتاب کا خیال آیا۔

اُس نے سوچا، یہ کِتاب میری نہیں ۔ اُس نے اَلماری کھولی اور کِتاب بستے میں رکھ لی ۔

سکُول پُہنچ کر اُس نے کِتاب اپنے ماسٹر صاحب کو دے دی۔ ماسٹر صاحب نے کِتاب لے کر کھولی تو پہلے صفحے پر لکھا تھا:۔

”حامِد مرزا ــــ چوتھی جماعت“۔

اُنھوں نے حامِد مرزا کو بُلا بھیجا ۔ حامِد آیا تو ماسٹر صاحب نے پُوچھا :۔ ”بیٹا یہ کِتاب تمھاری ہے ؟“

وہ بولا۔ ”جی ہاں ! یہ کِتاب میری ہے ۔ مَیں کل سے اِسے تَلاش کر رہا ہوں“۔
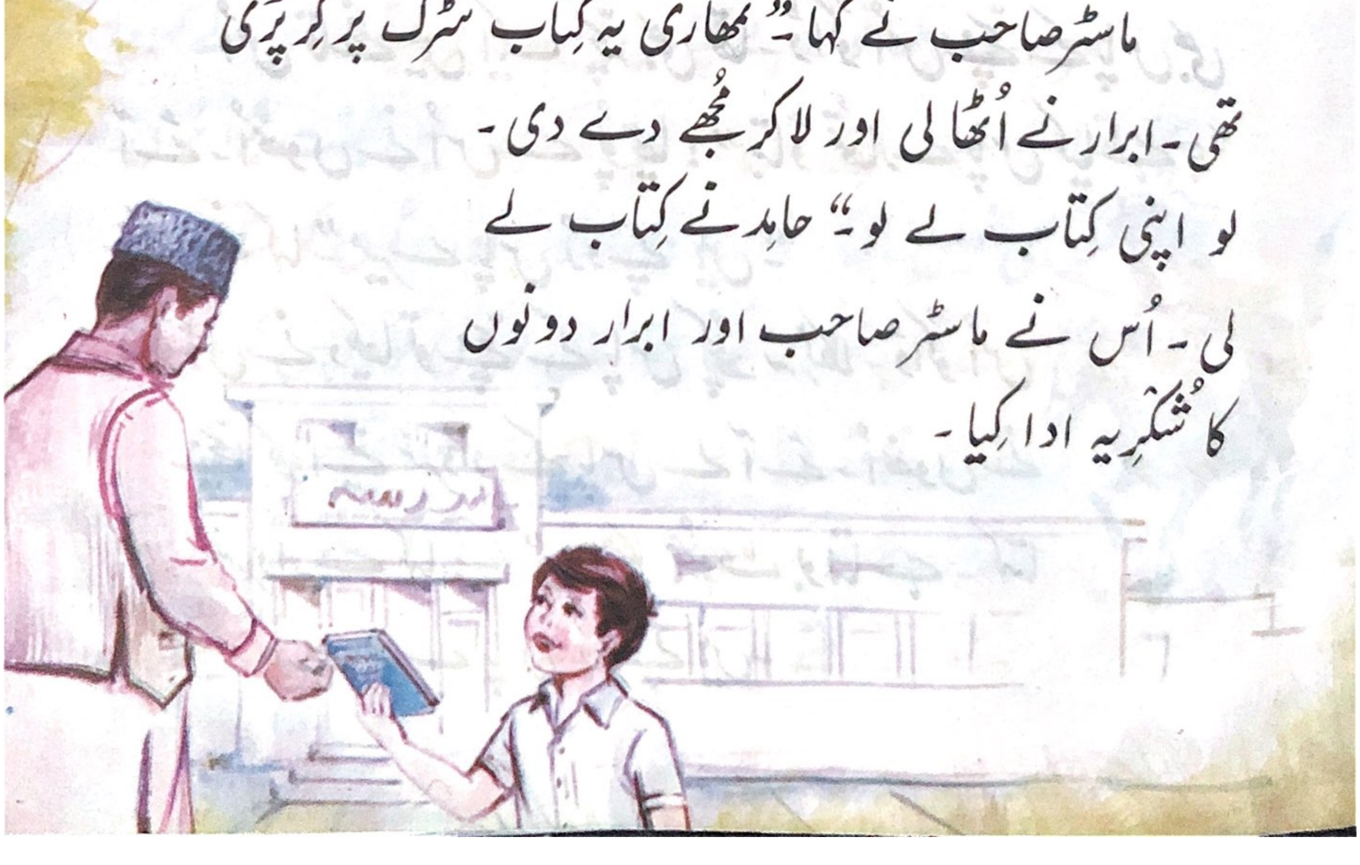
ماسٹر صاحب نے کہا۔ ”تمھاری یہ کِتاب سڑک پر گر پڑی تھی ۔ ابرار نے اُٹھا لی اور لا کر مُجھے دے دی ۔ لو اپنی کِتاب لے لو“۔ حامِد نے کِتاب لے لی ۔ اُس نے ماسٹر صاحب اور ابرار دونوں کا شُکرِیہ ادا کِیا ۔